رجسٹرڈ نمبر اے ۲۰۳۷

سالانہ چندہ	۲
فی پرچہ	۱/

ایڈیٹر
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیماں خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی می کرد — می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

کاکوری اخبار
ہفتہ وار

جلد ۷ | کاکوری سہ شنبہ ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۴۰ء مطابق ۱۰ جمادی الآخر سنہ ۱۳۵۹ھ | نمبر ۶

ادبیات

از مولوی محمد عاصم صاحب قیس کاکوروی

(غزل جو انجمن اخوان الصفا کے ۱۶ جون کے مشاعرہ میں پڑھی گئی)

نظارہ نے جو آنکھ کو حیراں بنا دیا — ہر شئے کو جسنے جلوۂ جاناں بنا دیا
دستِ جنوں کو چوم لے او بخیہ سازِ عشق — سینے کو سر سے جسنے گریباں بنا دیا
اللہ ری کارسازی صورت گرِ جمال — جس کو بنا دیا ہمہ تن جاں بنا دیا
رخصت ہوئے وہ دوش پہ بکھرا کے کاکلیں — اُف زندگی کو خواب پریشاں بنا دیا
رخصت ہوئے وہ نور کے تڑکے کچھ اس طرح — صبحِ وطن کو شامِ غریباں بنا دیا
صحنِ چمن میں دفن ہوئے ہم صفیر سب — اُف گلستاں کو گورِ غریباں بنا دیا

قیسِ بتاں پرست کی اللہ ری کافری
کافر بتوں کو اس نے مسلماں بنا دیا

انبیاء علیہم السلام کی عمریں

حضرت آدمؑ	۹۳۰ سال	حضرت نوحؑ	۹۵۰ سال
حضرت اسحٰقؑ	۹۳۰ ”	حضرت سلیمانؑ	۱۸۰ ”
حضرت داؤدؑ	۱۲۲ ”	حضرت ہودؑ	۲۶۵ ”
حضرت ابراہیمؑ	۱۹۵ ”	حضرت یعقوبؑ	۱۲۷ ”
حضرت ذکریاؑ	۲۰۰ ”	حضرت عیسیٰؑ	۱۲۰ ”
حضرت اسمٰعیلؑ	۱۸۷ ”	حضرت یوسفؑ	۱۱۰ ”
حضرت یحییٰؑ	۱۹۵	حضرت صالحؑ	۱۸۰ ”

جناب رسالتمآب خاتم الانبیاء (علیہ السلام) ۔ ۶۳ ”

نوٹ:۔ پانچ پیغمبروں کی زبانیں عربی تھیں ۔ (حضرت اسمٰعیلؑ حضرت ہودؑ ۔ حضرت شعیبؑ ۔ حضرت صالحؑ ۔ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم) ایکسو چار صحیفے انبیاء پر منزل ہوئے ۔
لقمان اور ذوالقرنین کی نبوت میں اختلاف ہے ۔

اقوال زرّیں

ایمان کے بعد افضل ترین نیکی خلق خدا کو آرام پہونچانا ہے ۔
خلق خدا سے نیکی کرنے سے جسقدر شکرگزاری ہوتی ہے وہ اور کسی صورت میں نہیں ہو سکتی ۔ جو خدا سے واقف ہو جاتا ہے وہ مخلوق کے سامنے متواضع ہو جاتا ہے ۔ خالق کا مقرب ہی بنتا ہے جو مخلوق پر شفقت کرتا ہے ۔

بہترین خلائق وہ شخص ہے جو دوسروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آتا ہو ۔ اور بدترین خلائق وہ ہے جو دوسروں کو نقصان پہونچاتا ہے ۔
انسان کا سب سے بڑا دشمن فعلِ بد ہے اور سب سے بڑا خیرخواہ عمل صالح ہے ۔
اچھی زندگی کی علامتیں چار ہیں ۔ نیک گفتار ۔ نیک کردار ۔ نیک نیت ۔ اور نیک صحبت ہونا ۔
جس نے پڑوسی کے کتے کو مارا اس نے پڑوسی کو ایذا دی ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد | کاکوری سہ شنبہ ۱۶ر جولائی سنہ ۴۰ء | نمبر ۶

جماعتی زندگی کی شرط

اسلامی شریعت نے جو کچھ بھی مسلمانوں کو بتلایا وہ یہ ہے کہ "جماعتی نظام کے ساتھ رہکر زندگی بسر کرو" جماعتی نظام کے معنی ہیں کہ کسی ایک شخص کو جو بہترین اہلیت رکھتا ہو ذمہ دار سمجھا جائے اور باقی سب لوگ اسی طرح اُسکی امداد کریں جس طرح جسم کے اعضاء دماغ کی امداد کرتے ہیں۔

اب سوال یہ ہوگا کہ بہترین اہلیت کی پہچان کیا ہے اور ہزاروں مدعیان اہلیت کے درمیان کیونکر فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ حقیقی و اصلی حق کس کا ہے؟ اہلیت کے معلوم کرنے کا معیار یہ ہے کہ ہر مدعی اہلیت کے عمل کے نتائج و مظاہر دریافت و تحقیق کرکے غور کیا جائے۔ مثلاً ایک بازار میں ایک ہی کام کے دس کاریگر ہیں اور ہر کاریگر اپنی ہنرمندی کا دعویدار ہے۔ آپ اُنکے زبانی کہنے کا اعتبار نہ کیجئے بلکہ فرداً فرداً اُنکے بنائے ہوئے سامان کو دیکھ لیجئے۔ سچا ہنرمند وہ ہے جسکی شہادت خود اُسکے بنائے ہوئے سامان سے ہو۔ اسی طرح جب کوئی شخص اپنی کارگزاریاں گنائے تو دیکھنا یہ ہے کہ قال کے ساتھ عمل کتنا ہے اگر عملی حیثیت سے اُنکے اقوال صحیح نہیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ طبل بلند بانگ حرف گفتار کے غازی ہیں کردار کے نہیں اور صحیح اہلیت سے محروم ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "میری اُمت کے کام اُسوقت تباہ ہونگے جبکہ معاملات کی باگیں نااہلوں کے ہاتھ میں ہونگی"۔ حدیث نبوی کے معنی یہ ہوئے کہ جماعتی نظام کے ساتھ ملکر زندگی بسر کرو اور جماعتی نظام کا مطلب یہ ہے کہ کسی بہترین اہلیت کے شخص کو ذمہ دار بنایا جائے اور دوسرے لوگ اُسکے اعضاء بنکر کام کریں اور کسی شخص کی اہلیت معلوم کرنے کا صحیح معیار اُسکے کام کے عملی نتائج دیکھنے کو بتایا گیا ہے۔ لہذا یہ معلوم ہوا کہ جہاں کوئی عظیم عملی نمونہ دیکھیں وہاں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ کوئی زبردست اہلیت موجود ہے۔ جہاں اہلیت موجود ہے وہاں آپکا اسلامی فرض یہ ہے کہ آپ اُسکو ذمہ دار بنا کر اُس سے امداد شروع کر دیں۔

تمام دنیا پر ایک نظر ڈالئے اور قدیم و جدید تاریخوں کو دیکھئے آپکو یہی معلوم ہوگا کہ جب کوئی معاملہ کسی اہل کے سپرد ہوا وہ تکمیل کو پہونچا اور جب نا اہل کے ہاتھ میں پڑا تو بات بگڑی۔ ہندوستان کی اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ جب یہاں کوئی لائق بادشاہ تخت نشین ہوا تو حکومت ملک کے چاروں گوشوں میں پھیلی اور جب کوئی نالائق تخت حکومت پر آجاتا تو پھر سلطنت کا شیرازہ بکھر جاتا تھا۔ یہی حال خلفائے راشدین کے بعد ہوا۔ یہی صورت حالات ہسپانیہ میں پیش آئی اور یہی نمونہ ترکی و ایران میں دیکھا گیا۔ ترکی کے نکمّے خلیفوں نے یہانتک مسلمانوں کی پوزیشن کو گرا دیا تھا کہ قسطنطنیہ تک اُنکے ہاتھ سے نکل گیا اور سمرنا کی سرزمین پر یونانی قابض ہوچکے تھے کہ غازی کمال پاشا ظاہر ہوئے اور اُنکی اہلیت نے دکھا دیا کہ یونانی سمرنا چھوڑ کر بھاگے اور اتحادی سمرنا سے چلے گئے اور کچھ ہی عرصہ ہوا کہ اسکندرونہ کو فرانس نے ترکوں کو واپس کر دیا اور شاید چند ہی عرصہ کے بعد ترکی کے دیگر حصص بھی اُنکو واپس ملجائیں گے۔

یہی تاریخ اٹلی و جرمنی اور روس میں دُہرائی گئی۔ جرمنی و اٹلی کی قوم وہی ہے جو کچھ عرصہ پہلے بھی تھی مگر ایک ہٹلر اور مسولینی کے ہونے سے دونوں قوموں کی اولوالعزمیاں کچھ نہ تھیں لیکر اب دنیا دیکھ رہی ہے کہ اپنی اپنی قوموں کو ان دونوں نے بام عروج پر پہونچا دیا ہے۔ یہ سب کچھ دونوں لیڈروں کی اہلیت کے کھیل ہیں۔ ان دونوں ملکوں کے لوگوں نے اپنے لیڈروں کو پہچانا

اور اُنکے پیچھے لگ گئے۔ اور لیڈروں کی خوبی یہ ہے کہ اپنی اپنی قوم کے خاص خاص طاقتوں کو پہچان رہا ہے اور تقاضائے وقت کے مطابق اُن سے کام لے رہا ہے۔

ہندوستانی قوم ابتک خواب خرگوش میں ہے جو اسوقت تک فیصلہ نہ کر سکی کہ ہمارا حقیقی لیڈر کون ہو۔ ہرادران وطن نے تو مسٹر گاندھی کو اپنا صحیح لیڈر تسلیم بھی کر لیا ہے لیکن مسلمان ابھی بکر دیہ طے نکر سکے کہ کسکی قیادت میں آئیں۔ جہانتک علمی سیاسیات کی قابلیت اور اہلیت کا تعلق ہے ہم بلا جھجک اسکو کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں میں مسٹر محمد علی جناح کے سوا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا کہ جسکو صحیح معنوں میں اپنا لیڈر کہہ سکیں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ علمی حیثیت سے جناح صاحب کے مقابلہ میں اہلیت والا انسان کوئی نہیں۔ اور اسی لیئے جمہور مسلمانوں نے ممدوح کو اپنا لیڈر تسلیم کر لیا ہے بہت تھوڑے ایسے ہیں جو اسوقت تک جناح صاحب کی قیادت کو تسلیم کرنے میں تامل کر رہے ہیں۔ اس تذبذب کو جلد ختم ہو جانا چاہیئے اور ہندوستان کا ہر بچہ۔ بوڑھا۔ جوان مرد اور عورت جناح کی لیڈری پر مہر تصدیق ثبت کر دے اور وہ چند بھی جو گمراہی میں مبتلا ہیں ایک جھنڈے کے نیچے آکر جماعتی زندگی کے لطف سے بہرہ اندوز ہوں۔

نپولین کی زندگی کا ایک غیر معروف صفحہ

نپولین ملک بر ملک مسخر کرتا ہوا اور فتح کے پرچم اُڑاتا ہوا مصر تک جا پہونچا تھا۔ کہ یکایک برطانوی بیڑے نے فرانسیسی جہازوں کا محاصرا کر کے اُنھیں بیکار کر ڈالا اور یورپ کا فاتح اعظم کچھ دیر تک مصر میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن نپولین نے جیسی بیقرار طبیعت پائی تھی۔ ایسے ہی قدرت کی طرف سے اس کے لیے سامان ہو جاتے تھے۔ اگر جنگ کا دیوتا تھوڑے دنوں کے لیے مہلت دیتا تو کام دیو (کیوپڈ) آن موجود ہوتا اور نپولین ملکی فتوحات کی جگہ نسوانی دلوں کی تسخیر میں مشغول ہو جاتا۔ زن بیکاری کے دنوں میں نپولین قدرتی طور پر بہت بیقرار رہتا تھا

مصر کے ایک عرب سردار نے شہنشاہ کی خوشنودی کے لیے چند کنیزیں منتخب کر کے اسکی خدمت میں تحفۃً بھیجیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی نپولین کو پسند نہ آئی۔ اس لیے سب کی سب واپس کر دی گئیں۔ اُنکا حسن ملیح۔ گدرایا ہوا جوبن۔ ناز ادا۔ کرشمے بیشک بہت دلکش تھے۔ لیکن انکی کمر کی لچک مغربی تتلیوں کا مقابلہ نہ کر سکتی تھیں۔ اور یہ عیب نفاست پسند شہنشاہ کی نظر میں بہت بڑا تھا۔

آخر قدرت نے نپولین کے دل کا سامان کر دیا۔ ایک دن قاہرہ کے بازار میں ایک نوجوان فرانسیسی حسینہ نظر پڑی جسے دیکھتے شہنشاہ کا صبر و قرار جاتا رہا۔ حسینہ گھوڑے پر سوار تھی۔ جب وہ نظروں سے اُوجھل ہو گئی۔ تو نپولین نے اپنے جرنیل سے پوچھا۔

"یہ عورت قاہرہ کیسے آگئی؟"

جرنیل سب کچھ سمجھ چکا تھا۔ عرض کی کہ "یہ ایک لفٹیننٹ کی بیوی ہے۔ اگرچہ حضور نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی سپاہی اپنی بیوی کو ساتھ نہ لے جائے۔ مگر یہ مردانہ لباس میں یہاں پہونچی اس کی پوشیدہ آمد کا راز آج سے چند روز پہلے کسی کو معلوم نہ تھا"

نپولین کے منہ سے بے ساختہ نکلا "اتنی دلیر۔ اُف کتنی خوبصورت ہے یہ!"

دوسرے ہی دن میڈم فورے حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک دعوتی کارڈ پڑھ رہی تھی۔ جو اُسے جرنیل کی طرف سے موصول ہوا تھا۔ شام کو خاوند سے ذکر کیا وہ اپنے آپے سے باہر ہو گیا اور کہنے لگا "میں تمھیں ہرگز اس دعوت میں شریک ہونیکی اجازت نہ دونگا۔ اگر بلانا تھا۔ تو دونوں کو بلاتے۔ تمھیں بلا لینا اور مجھے نظر انداز کر دینا میری کھلی ہوئی توہین ہے۔"

لیکن میڈم فورے خاوند کی ہمخیال نہ تھی۔ اس کے نزدیک یہ ایک غیر معمولی عزت تھی۔ اس لیئے وہ اس موقع کو ہاتھ سے کھو دینے کے لیے تیار نہ تھی۔ اس کے علاوہ ناجائز اولاد اور خوبصورت عورت عام طور پر چنچل ہوتی ہے۔ میڈم فورے بھی کنواری ماں کی بیٹی تھی۔ اور حسین۔ اس لیے اُسے اپنے خاوند کا یہ رویہ بہت بُرا معلوم ہوا۔ اور وہ منع کرنے کے باوجود

دعوت میں چلی گئی۔

جب وہ اپنی شوخ نگاہوں سے دیکھنے والے دلوں کو برماتی اور مردہ دل زاہدوں کے سینے میں ہل چل پیدا کرتی ہوئی جرنیل کے مکان پہونچی۔ تو وہاں جرنیل اسکی بیوی اور دو تین دوسرے مہمانوں کے سوا کوئی نہ تھا۔ کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ میڈم فورے پردیس میں یہ عیش و عشرت کا موقعہ پاکر بہت خوش ہوئی۔ اتنے میں یکایک دروازہ کھلا اور سب کے سب تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے۔ میڈم فورے نے نظر اُٹھاکر دیکھا تو فرانس کا بادشاہ اور یوروپ کا سب سے بڑا فاتح ایک بے ڈھنگم سا سبز کوٹ پہنے اُس کے سامنے کھڑا ہے۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ تو جرنیل نے بہترین فواکہ کی تشتریاں اُٹھاکر اُسکے سامنے رکھہ دیں۔ لیکن وہ کہنے لگا مجھے انکی ضرورت نہیں البتہ تمھاری خاطر سے تھوڑا سا قہوہ پیئے لیتا ہوں۔

مہمان کھانے میں معروف ہوگئے۔ مگر نپولین ٹکٹکی باندھے میڈم فورے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پالین یعنی میڈم فورے کو بھی اس بات کا احساس تھا۔ کہ وہ اتنی بڑی شخصیت کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ اس کا دل خوشی سے بلیوں اچھل رہا تھا لیکن کچھ دیر کے بعد نپولین چپ چاپ وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا۔ بظاہر سب لوگ نپولین کے اس طرح چلے جانے پر حیران تھے۔ لیکن میڈم فورے کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ کیونکہ نپولین کی توجہ سے بہت سی امیدیں قائم کر رکھیں تھیں۔ لیکن سب سے زیادہ گھبراہٹ کا اظہار جرنیل کی طرف سے ہوا۔ اُس کے ہاتھ سے قہوہ کی پیالی چھوٹ کر زمین پر گر پڑی اور اُسکے چند چھینٹے میڈم فورے پر بھی پڑ گئے۔ جسکے باعث اس کا خوشنما فراک خراب ہوگیا۔ جرنیل نے اُس سے معذرت کی لیکن جرنیل کی بیوی کہنے لگی۔ "تم اندر چلو۔ یہ کپڑے اتار ڈالو۔ میں تمھیں اپنا نیا فراک دیتی ہوں۔ وہ پہن کر جانا۔"

پالین اُٹھ کر اندر چلی گئی۔ لیکن ابھی وہ مناسب کپڑوں کے متعلق غور ہی کر رہی تھی۔ کہ نپولین کمرے میں داخل ہوا۔ دوسرے لمحے میں اسکی کمر کے گرد بادشاہ کے طاقتور ہاتھ حمائل تھے۔ اور لبوں پر بوسوں کا تار بندھ رہا تھا۔

اس رات پالین بڑی رات گئے نپولین کی خوابگاہ سے نکلی۔ اسوقت اُسکے ہونٹوں پر ایک خوبصورت گیت کھیل رہا تھا۔ اور دل کی گہرائیوں میں ایک نہایت اہم اور بہت ہی عجیب راز پوشیدہ تھا۔ چند روز کے بعد لفٹیننٹ فورے کے سپرد ایک بہت بڑی خدمت کی گئی اس کے پاس نپولین کے خفیہ کاغذات تھے اور وہ شاہی جہاز میں سوار ہوکر فرانس جارہا تھا۔ لیکن اسکی بیوی میڈم فورے کو فرانس بھیجنا مناسب نہ سمجھا گیا۔ بلکہ مصر ہی میں رہنے دیا گیا۔ کیونکہ اِسمیں جان کا خطرہ تھا۔

لفٹیننٹ فورے اپنی عزّت افزائی پر بڑا خوش ہوا۔ وہ پھولا نہ سماتا تھا کہ اس قدر اہم کام اسکے سپرد کیا گیا۔ لیکن بحیرہ روم میں ایک برطانوی جہاز نے اس پر حملہ کردیا اور توپوں کے زور سے فرانس کے شاہی جہاز پر قبضہ کرلیا۔ ذرا سی دیر میں انگریز افسر اس جہاز پر آدھمکے ان میں برطانیہ کا مشہور جاسوس بارٹینٹ بھی تھا۔ وہ لفٹیننٹ فورے کو اپنے کمرے میں لے گیا۔ اور کچھ ایسی باتیں کیں کہ لفٹیننٹ جوش میں آکر کہنے لگا "تم جھوٹ بکتے ہو مجھے نپولین اور اپنی بیوی پر اعتبار ہے۔ تم دشمن کے جاسوس ہو۔ میں دشمن کی بات کا اعتبار کیوں کروں؟" بارٹینٹ نے جواب دیا۔ "اگر تم چاہو تو سب کچھ آنکھوں سے دیکھ سکتے ہو۔ میرے ساتھ مصر چلو۔ وہاں اگر ذرا سی ہمت کرو تو اپنی بیوی کو بادشاہ کی آغوش میں دیکھ لوگے۔"

قاہرہ پہونچکر بارٹینٹ نے لفٹیننٹ کو ایک شخص کے ساتھ کردیا اور کہا "جاؤ اور جو کچھ میں نے کہا تھا۔ اس کا ثبوت اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ بس ذرا سی ہمت درکار ہے۔" لفٹیننٹ نپولین کی خوابگاہ کی طرف چلا۔ پہرہ دار اُنگھہ رہا تھا۔ آگے بڑھا تو فرانسیسی سپاہی بھی خواب آلودہ آنکھوں سے اسکی وردی دیکھ مطمئن ہوگئے۔ اور وہ سیدھا خوابگاہ کی طرف بڑھتا گیا۔

دروازہ اندر سے بند تھا۔ لیکن ایک ہی دھکے کے ساتھ

کھل گیا۔ لفٹیننٹ نے دیکھا کہ اسکی بیوی ایک آراستہ اور پرتکلف پلنگ پر لیٹی ہے۔ غصّے اور انتقام کی آگ بھڑک اُٹھی۔ چاہتا تھا کہ پستول کی ایک گولی ہی سے اس خوبصورت ناگن کا خاتمہ کر دے لیکن پھر ارادہ بدل لیا وہ اسے اذیتیں دے دیکر ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اور پستول سے مار کر گویا اس بے وفا پر رحم کرتا تھا ادھر اُدھر نظر دوڑائی تو ایک ہنٹر دکھائی دیا۔ وہی اُٹھا لیا اور اندھا دھند بیوی کے برہنہ جسم پر برسانے لگا۔

پالین پہلے دہشت کے مارے خوف زدہ تھی۔ لیکن پھر اُسکی چیخیں نکل گئیں۔ سنتری، پہرے دار دوڑے آئے لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ ایک اندرونی دروازہ کھلا اور ایک شخص شب خوابی کے کپڑے پہنے اندر داخل ہوا۔ لفٹیننٹ نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو نپولین تھا۔ اُسکی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے۔ دیوانہ وار نپولین کی طرف بڑھا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں پستول تھا اور لبوں پر ایک خوفناک وحشیانہ مسکراہٹ۔ یورپ کا فاتح اعظم اور یورپی اقوام کی قسمتوں کا مالک اسوقت ایک معمولی لفٹیننٹ کے ہاتھ میں تھا۔ دانت پیستے ہوئے اُس نے کہا۔ "یہ کتا سمجھتا ہے کہ میری بیوی کو چرا کر اسکی محبت پر ڈاکہ ڈالکر اور میرا آرام وسکون برباد کرکے خود عیش اُڑائے گا۔ میں ابھی مزا چکھائے دیتا ہوں۔

وہ سوچنے لگا کہ سیکڑوں لڑائیوں کا فاتح آج میرے قابو میں ہے۔ اب وہ دو زانوں ہو کر مجھ سے رحم کی درخواست کریگا اور کہیگا کہ "بہادر لفٹیننٹ میرا قصور معاف کر دو۔ اور میں اسی پستول سے اُسے کتے کی موت مار ڈالوں گا۔"

لفٹیننٹ یہ سوچ رہا تھا۔ اور نپولین اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وقار اور استقلال کی تصویر بنا اسکی طرف دیکھ رہا تھا۔ لفٹیننٹ کی نگاہیں فاتح اعظم کی نگاہوں کی تاب نہ لا سکیں۔ یہ آنکھوں کی لڑائی دراصل جبروت۔ قوت ارادی اور استقلال کی لڑائی تھی۔ غریب سپاہی کو شہنشاہ کی مسحور کن نگاہوں نے بے دست و پا کر دیا۔ وہ پریشان سا نظر آنے لگا اسے شب خوابی کے لباس میں بھی نپولین ویسا ہی قاہر اور خوفناک نظر آرہا تھا۔ جیسا میدان جنگ میں۔ اس کے ہاتھ سے پستول گر پڑا۔ نپولین نے فوجی انداز میں حکم دیا۔ "دروازہ کھولو۔"

لفٹیننٹ نے حکم کی تعمیل کی اور چپ چاپ باہر چلا گیا۔

لفٹیننٹ فورے کو موت کی سزا نہ دیگئی۔ نپولین اپنی محبوبہ کے خاوند سے مزید انتقام نہیں لینا چاہتا تھا۔ اسے آم کھانے سے غرض تھی۔ درخت کاٹنے سے کام نہ تھا۔ وہ تو صرف پالین کے حسن جہان سوز کی بہار لوٹنا چاہتا تھا۔ اس وقت تک جبتک اُسکی طبیعت کسی اور طرف نہ مائل ہو جائے۔

نپولین (فاتح اعظم یورپ) کے عشق کا یہی انداز تھا۔ (ماخوذ)

بقراط کے حکیمانہ اقوال

(۱) کسی نے بقراط سے پوچھا کہ اس محنت شاقہ و حصول علم و فضل و کمال کے بعد کیا فائدہ ہوا؟ جواب دیا کہ تمام فضل و کمال کا حاصل و خلاصہ یہ ہوا کہ میں اپنے جہل پر مطلع ہو گیا۔ اور یہ سمجھنے لگا کہ میں کچھ نہیں جانتا۔

(۲) عافیت کی قدر وہی جانتا ہے جسے عافیت حاصل نہ ہو۔

(۳) دل کو روکنا بیماری کے علاج سے آسان تر ہے۔

(۴) ایکدفعہ بقراط نے کہا دیکھو۔ میں۔ تم اور بیماری۔ تین چیزیں ہیں۔ اگر تمنے میرا کہا مانا اور میرا ساتھ دیا تو بیماری تنہا رہ جائیگی۔ اور ہماری طاقت دگنی ہو جائیگی اور اس وقت بیماری کو دبا لینا آسان ہو گا۔ لیکن اگر میرا کہا نہ مانا تو نتیجہ برعکس ہو گا۔ کیونکہ میں تنہا رہ جاؤنگا۔ اور ظاہر ہے کہ ایک شخص دو آدمیوں کے مقابلہ میں کمزور پڑے گا۔

(۵) علم بہت ہے اور عمر کم ہے لہذا وہ علم انتخاب کرنا چاہیئے جسکی مقدار تھوڑی اور منافع بڑے ہوں۔

(۶) جو شخص بادشاہ کی ملازمت اختیار کرے وہ اُس کے تشدد کا شکوہ نہ کرے۔ جس طرح غوطہ زن کو سمندر کی موجوں کی شکایت نہ کرنا چاہیئے۔

(۷) اگر تندرستی قائم رکھنا ہے تو محنت مشقت سے سستی و کاہلی کا اظہار نہ کرو۔ اور کھانے پینے سے معدہ کو سیر نہ رکھو مضرت رسان ہے۔

(۸) چیز کی کمی اس سے بہتر ہے کہ منفعت بخش چیز کی زیادتی کی جائے۔

(۹) تم کسی کے محتاج نہ ہو۔ تم جسقدر اظہار حاجتمندی کروگے اُسی قدر خدا سے دُور ہو جاؤ گے۔

(۱۰) اگر عمل نہوتا تو کوئی علم کو نہ پوچھتا۔ اور اگر علم نہوتا تو کوئی علم کا طالب نہ ہوتا۔ علم روح۔ اور عمل بدن ہے۔ علم جڑ ہے اور عمل شاخ ہے۔

مراسلہ

محترم جناب اڈیٹر صاحب السلام علیکم

مجھے درحقیقت اس امر کو دیکھتے ہوئے نہایت مسرت ہے کہ ہمارے وطن میں ایک ایسا اخبار موجود ہے جو ہمیں اپنے دور دراز اعزہ کی خبریں پہونچا دیتا ہے جس کے لیے ہم سب کو آپ کا مشکور ہونا چاہیئے۔ چند ماہ سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ کاکوری کی خواتین میں بیداری کی لہر پیدا ہوگئی ہے۔ لیکن مسلمان قوم اس صدی کی غلامی کے بعد اپنی سیاست کا فلسفہ ہی بھول گئی ہیں بھی کچھ سالوں تک اسی شش و پنج میں رہی متعدد تحریکوں کا لٹریچر پڑھا مگر تسلی نہ ہوئی۔ دل مایوس نے کسی ایک کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ ویسے قومی کاموں میں حصہ لیتی رہی تھوڑا عرصہ ہوا کہ خاکسار تحریک کا لٹریچر نظر سے گذرا جس نے مجھے کو حیرت بنا دیا' عروج اور زوال کے راز آنکھوں کے سامنے کھول کر رکھدیئے۔ لہذا میں آج خاکسار تحریک کی ایک کتاب "قول فیصل" کے چند سطور یہاں قارئین کرام کے مطالعہ کے لیے درج کرتی ہوں۔

قوموں کا زوال اور اُس کا علاج

"قومیں جب موت اور زوال کے چکر میں آجاتی ہیں تو کسی کو نہیں سوجھتا کہ بگاڑ کہاں پر ہے' کونسا پرزہ ڈھیلا ہے' کیا معاملہ ہے' کہاں جھگڑہ ہے کیونکر گرے' کس طرف چل کر عروج تھا کیا کریں کہاں جائیں کہاں سر پھوڑیں! ادھر بیمار جسم کے صحیح علاج میں دیر اور رفیق طلب اور مطلب پرست نہیں بلکہ نیک نیت اور بے غرض نیم حکیموں کے غلط نسخے طاقت کے زوال کو دوبالا کر دیتے ہیں اور مسئلہ لاینحل ہو جاتا ہے۔

لیکن اگر کائنات فطرت کے ہر جسم کا زوال اس لیے ہے کہ اس کے جسم کے حصّوں نے اپنا اپنا عمل چھوڑ دیا ہے' جگر اپنے فعل سے منکر ہے دل اپنی پہلی خوبی سے حرکت نہیں کرتا دماغ کا ایکشن درست نہیں رہا ہاتھوں میں اگلی سکت نہیں رہی بدن میں خون کا وہ دوران نہیں پیروں میں وہ چُستی نہیں وغیرہ وغیرہ۔

تو قوم کے جسم کا زوال بھی یقیناً اور لازماً اسی وجہ سے ہے کہ اس قوم کے اندر وہ پہلا عمل وہ حرکت وہ فعل وہ ایکشن وہ سکت، وہ دوران وہ چستی نہیں رہی! اگر گوشت پوست والے کسی جسم کے زوال کی یہ علامت ہے کہ اسکے جسم میں عمل نہیں رہا تو یقیناً یہی اسکی وجہ بھی ہے اور گوشت پوست والے جسم کو پھر تندرست کرنے کا علاج خواہ کچھ بھی ہو' وہ علاج کسی کو سوجھے یا نہ سوجھے کسی بڑے سے بڑے حکیم یا ڈاکٹر کے پاس اس مرض کی دوا ہو یا نہ ہو لیکن ایک قوم کو جو زندہ' تندرست' چالو' اور طاقتور ہے۔ غالب کرنے کا علاج صرف ایکسا ہی ہے کہ اس میں پھر عمل پھر ایکشن پیدا کر دیا جائے۔ قوموں کے زوال کا سچا باعث عدم عمل ہے یہی ان کے زوال کی علامت ہے۔ لیکن اس کا واحد اور تیر بہدف علاج بھی بعینہ یہ ہے کہ اس قوم میں عمل' فعل' حرکت' ایکشن' سکت' دوران' چستی کے لوازمات پھر جمع کر دیئے جائیں پس اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو قوم کو بلند کرنے کے لیے کسی نسخہ یا علاج بلکہ کسی حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے قوم کا مرض خود ہی اس کے علاج کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور جو قوم مریض ہو کر علاج اور حکیم کی تلاش میں ٹامک ٹوئیے مارتی پھرتی ہے (بقیہ صفحہ ۸ کالم ۲)

وطن کی خبریں

نوٹ:۔ اعزہ احباب اور جملہ اہل وطن سے باہر ہیں خواہ وطن میں گزارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں (اڈیٹر)

موسم:۔ اس عشرہ میں بارش بالکل نہیں ہوئے اور ۲۹ر جون کے بعد بالکل پانی نہیں برسا۔ فضا میں بادل کے ٹکڑے نظر آتے اور کبھی غلیظ ابر بھی آسمان پر محیط ہو جاتا لیکن برستا نہیں۔ دھوپ بڑی تیز ہوتی ہے۔ ہوا عموماً ٹھنڈی چلتی کبھی تیز اور کبھی ہلکی رفتار سے ۔ گاہے حبس بھی ہو جاتا۔ بارش نہ ہونے سے عام انتشار پایا جاتا ہے باری تعالےٰ رحم فرمائے اور اپنے بندوں پر رحم کرے۔ اسوقت تک کوئی اچھا چھینٹا پانی کا نہیں گرا۔ جن لوگوں نے ۲۹ر جون کی بارش کے بعد دہان وغیرہ بو دیئے تھے وہ خشک ہو رہے ہیں۔ بازار میں غلہ کا نرخ بھی بڑھ گیا تھا کہ باری تعالےٰ نے اپنے ...

آب ہوا:۔ فصلی بخار کی شکایات سُنی جاتی ہیں۔ کچھ لوگوں کو لرزہ کے ساتھ بھی بخار آنے کا حال معلوم ہوا ہے۔

ولادت:۔ (۱) حافظ مولوی حسن احمد علوی خلف اکبر حاجی مولوی محمد حسن علوی کے گھر میں ۷ر جولائی سنہ ۴۰ء کو بمقام لکھنؤ فرزند تولد ہونیکی اطلاع ملی ہے۔ زچہ وبچہ کے بخیریت ہونے کا حال دریافت ہوا ہے۔

(۲) ۸ر جولائی سنہ ۴۰ء کو مولوی طاہر حسن علوی خلف حاجی مولوی نورالحسن مرحوم کے یہاں بچہ پیدا ہوا۔ زچہ اور بچہ بخیریت ہیں۔

عرس:۔ حضرت شاہ کرامت علیؒ کا عرس حسب دستور ۱۱ر جولائی کو شروع ہوا۔ شب کو درگاہ پر روشنی کیگئی اور رات گئے تک لوگ فاتحہ خوانی کے لیے آتے رہے۔ دوسرے دن (۱۲ر جولائی) بعد نماز مغرب گاگر اُٹھی اور درگاہ کے وسیع چبوترہ پر قوالی کی محفل بھی ہوئی۔ شام کو پلاؤ پر کرامت علی میاں کا فاتحہ ہوا اور عام تقسیم کے علاوہ قصبہ میں بھی گھروں پر حصہ بھیجے گئے۔ میلہ میں بہت کمی ہو گئی ہے تاہم کچھ دوکاندار تھے۔ پوری اکباب مٹھائی کی اچھی بکری ہوئی۔ اور بکثرت لوگوں نے مزارات کرامت علیشاہؒ اور اُنکے پیر و مرشد حضرت شاہ صبغت اللہؒ پر چڑھاوے بھی چڑھائے۔

جلسہ ڈسٹرکٹ بورڈ کمیٹی:۔ ۱۰ر جولائی سنہ ۴۰ء کو قصبہ میں وار بورڈ کمیٹی کا جلسہ ہوا تھا۔ سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب اور تحصیلدار صاحب لکھنؤ سے جلسہ میں شرکت کے لیے آئے تھے۔ پولیس اور پٹواریوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے کی کافی کوشش کی تھی۔ اجتماع بہت اچھا تھا۔ قرب وجوار کے مواضعات سے لوگ شرکت جلسہ کے لیے آئے تھے۔ قصبہ کے عمائدین (ہندو اور مسلمان) کے علاوہ عام پبلک نے بھی کافی تعداد میں شرکت کی تھی۔ جلسہ جناب مفتی خلیل الدین خاں بہادر کی کوٹھی میں جہاں آجکل ڈسٹرکٹ بورڈ کی جانب سے جبریہ تعلیم کا مدرسہ ہے ہوا تھا۔ مقررین نے جن لاوائی حالات بیان کئے اور جنگ کی وجہ سے جو صورت حال پیدا ہونے کا ہندوستان میں اندیشہ کیا جاتا ہے اُسکے متعلق حاضرین کو صحیح حالات بتلاتے ہوئے گورنمنٹ برطانیہ کی ہر امکانی حیثیت سے امداد کرنے کی تلقین کی۔ اسکے بعد مقامی حضرات کی تین کمیٹیاں بنائی گئیں (پروپیگنڈہ کمیٹی۔ ریکروٹنگ کمیٹی۔ وار فنڈ کمیٹی) بعض لوگوں نے جلسہ میں وار فنڈ کے لیے اپنے چندوں کا اعلان کیا اور بعضوں نے نقد رقم ادا بھی کر دی۔ (ہمکو نہیں معلوم کہ نقد کسقدر روپیہ وصول ہوا اور وعدوں کی مجموعی رقم کیا ہے۔ پروپیگنڈہ کمیٹی کا یہ فرض تھا کہ وہ تفصیلی رپورٹ اخبار انکو بھیجتی۔ معلوم ہوا ہے کہ بابو چندر بہال سنگھ وائس چیرمین کاکوری کانگریس منڈل اپنے حسب عادت جلسہ میں بہت پیش پیش تھے اور کمیٹیوں میں جو اراکین منتخب ہوئے ہیں اُنمیں زیادہ تر لوگ اُنھیں کی تحریک سے کمیٹی میں شامل کئے گئے ہیں۔ تعجب ہے کہ بابو چندر بہال سنگھ کا ساعلی کام کا مدعی ایسی اہم کمیٹی کی رپورٹ اخبارات میں بھیجنا ضروری نہیں سمجھے اور نہ اسکی اطلاع ملی ہے کہ یہ تینوں کمیٹیاں کیا کام کر رہی ہیں اور کس حد تک انکی کوششوں میں کامیابی ہوئی ہو۔ اڈیٹر)

صحت وتندرستی:۔ (۱) منشی محمد علی علوی خلف منشی سخاوت علی مرحوم (دناڑتلہ) جو گذشتہ ماہ میں بندوق کے پھٹنے سے مضروب ہو گئے تھے اور میڈیکل کالج میں زیر علاج تھے اب صحت یاب ہو کر آ گئے

ہیں۔ داہنے ہاتھ کی دو اُنگلیاں کاٹے جانے کے بعد خیال تھا کہ ہاتھ بیکار ہو جائے گا لیکن انگوٹھے کا بہت تھوڑا حصہ گوشت کا ٹنا پڑا خدا کا شکر ہے کہ انگوٹھا اور دونوں اُنگلیاں ایسی حالت میں ہیں کہ انشاء اللہ تھوڑے عرصہ کے بعد کام دینے لگیں گی اور جلد اُن سے لکھنے کا کام بآسانی ہو سکے گا۔

(۲) والدۂ مولوی خلیل احمد عباسی (قاضی گڑھی) لکھنؤ سے واپس آگئی ہیں وہاں ہومیوپیتھک طریقہ علاج سے فائدہ ہوا اور قلبی تکالیف میں جو شدائد ہو جاتے تھے اُسمیں خفت ہے اور ضعف و اضمحلال میں بھی پہلے کے مقابلہ میں کمی ہے۔

علالتیں:۔ (۱) مولوی تحسین الدین علوی بی۔ اے، ابھی منصوری میں ہیں دریافت ہوا ہے کہ حرارت ابھی رہتی ہے۔ ٹمپریچر ۹۹ اور ۱۰۰ کے درمیان میں رہتا ہے۔ ڈاکٹر کی رائے ہے کہ گلٹیوں کو چلا دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور عزیز مذکور کو جلد صحت کلی عطا فرما کر بیوہ ماں شفیق ماموں بہن بھائیوں اور دیگر اعزہ کو مطمئن فرمائے۔

(۲) والدۂ شیخ شفقت علی عباسی کے بائیں ہاتھ کی اُنگلی میں معمولی پھنسی تھی جس نے اسقدر طوالت اختیار کی کہ تقریباً دو انچ لمبا زخم ہو گیا۔ اور نصف انچ گہرا نشتر دینا پڑا۔ کاکوری کے مشہور جراح ...... عرف لچو نے اپریشن کیا۔ زخم کی حالت اچھی ہے۔ ابھی مواد تھوڑا خارج ہو رہا ہے۔ مریضہ کو اپریشن سے قبل کئی شبانہ روز سخت تکلیف رہی تھی اور ہاتھ بہت زیادہ متورم ہو گیا تھا اور بخار بھی رہتا تھا۔ شکر ہے کہ اپریشن کے بعد تکالیف رفع ہو گئیں اور بفضلہ طبیعت چاق ہے۔ صرف زخم کی تکلیف ہے۔

متفرقات:۔ (۱) معلوم ہوا ہے کہ اس بار بھی گذشتہ سال کی طرح ۹ و ۱۰ر جولائی کی درمیانی شب میں ایک بڑے گروہ نے دو باغوں پر حملہ کیا اور بکثرت آم توڑ کر لے گئے۔ اور باغوں کے نگران کو شدید ضربات پہونچائیں۔ ایک شخص کا سر پھٹا اور دوسرے باغ میں ایک آدمی کے کلائی کی ہڈی ٹوٹ گئی سُنا ہے کہ دونوں مضروب میڈیکل کالج میں داخل کر دیئے گئے ہیں۔

(۲) ۱۳ر جولائی سنہ ۴۰ء کو کاکوری میں پانچ ملٹری لاریاں ایسے دن کو آئیں جن پر دو دو چار چار گورے کاغذ ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھے تھے لاریاں مختلف سڑکوں سے گذریں اور بعض موضع چولی کی طرف بھی گئیں تھیں۔ لاریاں بہت تھوڑی دیر ٹھہری تھیں۔ اُسکے بعد لکھنؤ واپس گئیں۔ کچھ گورے لاری سے اُتر کر بعض بعض راستوں سے پیدل بھی گذرے چنانچہ ایک سولجر کاکوری اخبار کے دفتر تک بھی آیا تھا اور سائنبورڈ پڑھ کر واپس چلا گیا۔ گوروں کے دفعتاً اس طرح پر کاکوری آنے سے بہت سے لوگ پریشان ہو گئے خصوصاً عورتیں بہت متردد ہوئیں اور ہمارے پاس استفسارات کے لیے مرد و عورتیں آتے رہے۔ ہمنے سبھوں کو اطمینان دلایا اور سمجھایا کہ کسی فوجی مظاہرہ کے سلسلہ میں آئے ہیں کوئی گھبرانے و پریشانی کی بات نہیں ہے۔

حادثات:۔ (۱) یہ سنکر قلق ہوا کہ منشی تقی علی علوی بی اے (دیجہ تلہ) کی یکسالہ دختر کا کئی دن نمونیہ میں مبتلا رہکر بمقام لکھنؤ ۹ر جولائی سنہ ۴۰ء کو انتقال ہو گیا۔ خداوند کریم والدین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ لاش لکھنؤ سے لائی گئی اور خاندانی قبرستان میں دفن ہوئی۔

(۲) ایک مراثن عورت جو پیارن کے نام سے مشہور تھی اور مسلم گرلز اسکول میں ملازم تھی دفعتاً ۹ر جولائی سنہ ۴۰ء کی صبح کو کوٹھے پر سے گر کر فوت ہو گئی۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۶ کالم ۲ ملاحظہ ہو)

اسی سے کہدو کہ تمہارا علاج نماز سے مرضی کے ماتھے پر لکھا ہے تم قوم کے ہر فرد میں ہمت، طاقت، چستی، ولولہ، حوصلہ، پیروں کی حرکت ہاتھوں اور جسموں کی حرکت جانوں کی حرکت، ارادوں کی حرکت الغرض عمل پیدا کر دو پھر دیکھو قوم کیونکر نہیں بنتی۔

راقمہ
خاکسار عطیہ خاتون بنت مولوی کلیم الدین خان
۱۸ نمبر فورڈ لین، کلکتہ۔

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (دلالی) کاکوری سے سید محمد مشیر الدین نے شائع کیا۔